کڑوا سچ



تالیف
مولانا محمد شہزاد ترابی قادری

باہتمام
حضرت مولانا مفتی محب الرحمٰن محمدی

ناشر
تنظیم اہلسنت

عبادت کے لائق بھی وہی ہے رحیمی اور کریمی اُسی کو زیبا ہے بغیر باپ کے اُولاد کو پیدا کر دے، بغیر ماں باپ کے اولاد کو پیدا کر دے یہ اُسی کی شان کے لائق ہے ہر شئے اُس کی پاکی بولتی ہے ہر چیز اُسی کے حکم کے تابع ہے اُس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا یا اُس جیسا معبودِ حقیقی جان کر کسی اور کی عبادت کرنا ظلمِ عظیم یعنی شرک ہے۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے جو کسی صورت معاف نہیں قرآنِ مجید اور احادیثِ کریمہ میں جگہ جگہ شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

القرآن:...... اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ.

ترجمہ:...... بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ (سورہ لقمان، آیت 13، پارہ 21)

القرآن:...... اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (سورہ نساء، آیت 48 اور 116، پارہ 5)

ترجمہ: ...... بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک (کفر) کیا جائے اور شرک (کفر) کے علاوہ جو کچھ ہے جسے چاہے معاف کر دیتا ہے۔

القرآن:...... وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً م بَعِیْدًا .

ترجمہ: ...... اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔ (سورۃ نساء، آیت 116)

القرآن: ...... وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا .

ترجمہ: ...... اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اُس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔ (سورۃ نساء، آیت 48)

محترم حضرات! آپ نے قرآنِ مجید کی چار آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی مذمت ارشاد فرمائی ہے اور شرک کو سب سے بڑا گناہ ارشاد فرمایا گیا اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو بخش دے گا مگر شرک کو نہیں بخشے گا۔

مفسر قرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب ''اِنَّ اللّٰـهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ'' کی تفسیر کے تحت محقق علماء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ شرک کے تین درجے ہیں اور تینوں حرام ہیں۔

1) ...... شرک فی الالوھیت

اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت ماننا، یہ شرک اعظم اور شرکِ اکبر ہے مگر الحمد للہ تمام اہلِ ایمان اس سے بَری ہیں۔

2) ...... شرک فی الفعل

اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو فعل کے واقع کرنے میں مستقل جاننا، یعنی یہ یقین کرنا کہ یہ خود بخود اس فعل کو کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت، ارادہ

اور قدرت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں جب کہ وہ اس فاعل کو مستحق عبادت نہ سمجھتا ہو، یہ بھی حرام ہے۔ تاہم اس کا درجہ پہلے سے کم ہے اس شرک سے بھی اہلِ ایمان پاک ہیں۔

3)......شرک فی العبادت

عبادت تو بظاہر اللہ تعالیٰ کی مگر نیت اور مقصد لوگوں کو خوش کرنا ہو جیسے ریا کاری ہے اس شرک میں بہت سارے لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔۔ یہ اُمت شرکِ اکبر سے تو پاک ہے مگر ریا کاری وغیرہ کا گناہ عام پایا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں مخلوق کو شریک ٹھہرانے کا نام شرک ہے۔

1)......شرکِ جلی جسے شرکِ اعظم اور شرکِ اکبر ہی کہتے ہیں۔ جو آدمی بھی اس شرک کا ارتکاب کرتا ہے، اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔

2)......شرکِ خفی، جسے شریکِ اصغر بھی کہتے ہیں۔ جیسے اعمال میں دکھلاوا یعنی ریا کاری وغیرہ۔

توحید کا معنیٰ

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو اُس کی ذات اور صفات میں شریک سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ تعالیٰ ہے ویسا ہم کسی کو اللہ تعالیٰ نہ مانیں۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ تصور کرتا ہے تو وہ ذاتِ باری تعالیٰ میں شرک کرتا ہے

شرک کسے کہتے ہیں؟

علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شرح عقائدِ نسفی میں شرک کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں "کسی کو شریک ٹھہرانے سے مُراد یہ ہے کہ مجوسیوں کی طرح کسی کو الٰہ (خُدا) اور واجب الوجود سمجھا جائے یا بُت پرستوں کی طرح کسی کو عبادت کے لائق سمجھا جائے"۔

شرک کی تعریف سے معلوم ہوا کہ دو خُداؤں کے ماننے والے جیسے، مجُوسی (آگ پرست) مشرک ہیں اِسی طرح کسی کو خُدا کے سوا عبادت کے لائق سمجھنے والا مُشرک ہوگا جیسے بُت پرست جو بتوں کو مستحقِ عبادت سمجھتے ہیں۔

مشرکین کا عقیدہ

یہ دُرست ہے کہ مشرکوں نے اپنے باطل معبودوں کو مخلوق مانا لیکن جب مان لیا تو اُن کو تسلیم کرنا چاہیے تھا کہ مخلوق خالق کی محتاج ہے اور خالق کے وجود کے بغیر مخلوق کا وجود نہیں ہوسکتا اور مخلوق جس طرح پیدائش میں خالق کی محتاج ہے اِسی طرح موت کے لئے بھی اِسی کی محتاج ہے یہ عقیدہ ضروری تھا لیکن اِن مشرکوں نے کہا! یہ ٹھیک ہے کہ ان کو اللہ تعالٰی نے پیدا کیا لیکن پیدا کرنے کے بعد اُن کو الوہیت دے دی لہٰذا اب اللہ تعالٰی کوئی کام نہ کرے اور یہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالٰی نے اَب ان کو اپنے حکم میں نہیں رکھا اور استقلال کی صفت ان کو دے دی کہ میرا حکم نہ بھی ہو تو تم کام کر سکتے ہو یہ اِن جاہلوں مشرکوں کا عقیدہ تھا حالانکہ ان کو سمجھنا چاہیے تھا کہ جو چیز مخلوق ہے وہ مستقل نہیں ہو سکتی۔

شرک کی قسمیں

شرک کی تین قسمیں ہیں:

1)......شرک فی العبادت

2)......شرک فی الذات

3)......شرک فی الصفات

1)......شرک فی العبادت

شرک فی العبادت سے مُراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت سمجھا جائے۔

2)......شرک فی الذات

شرک فی الذات سے مُراد ہے کہ کسی ذات کو اللہ تعالیٰ جیسا ماننا کہ مجوسی دو خداؤں کو مانتے تھے۔

3)......شرک فی الصفات

کسی ذات و شخصیت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی نبی علیہ السلام میں مانی جائیں یا کسی ولی علیہ الرحمہ میں تسلیم کی جائیں، کسی زندہ میں مانی جائیں یا فوت شدہ میں، کسی قریب والے میں تسلیم کی جائیں یا دور والے میں، شرک ہر صورت میں شرک ہی رہے گا جو نا قابلِ معافی جرم اور ظلمِ عظیم ہے۔

شیطان شرک فی الصفات کی حقیقت کو سمجھنے سے روکتا ہے اور یہاں اُمت میں وسوسے پیدا کرتا ہے لہٰذا قرآنِ مجید کی آیات سے اس کو سمجھتے ہیں۔

1)......اللہ تعالیٰ رؤف اور رحیم ہے

القرآن:...... اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ .

ترجمہ:...... بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف اور رحیم ہے۔ (سورۂ بقرہ، آیت 143)

☆......سرکارِ اعظم ﷺ بھی رؤف اور رحیم ہیں:

القرآن:...... لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥

ترجمہ:...... بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں (بھاری) ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مومنوں پر رؤف اور رحیم ہیں۔ (سورۂ توبہ، آیت 128، پارہ 10)

پہلی آیت پر غور کریں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رؤف اور رحیم اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں پھر دوسری آیت میں سرکارِ اعظم ﷺ کو رؤف اور رحیم فرمایا گیا تو کیا یہ شرک ہوگیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر رؤف اور رحیم ہے جب کہ سرکارِ اعظم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے رؤف اور رحیم ہیں لہٰذا جہاں ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا حکم نہیں لگتا۔

2)......علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں

القرآن:...... قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ .

ترجمہ:......تم فرماؤ اللہ کے سوا غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔
(سورۂ نمل، آیت 65، پارہ 20)

☆......رسولوں کو بھی علمِ غیب عطا کیا گیا:

القرآن:...... عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔

ترجمہ:......غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر صرف اپنے پسندیدہ رسولوں ہی کو آگاہ فرماتا ہے ہر کسی کو (یہ علم) نہیں دیتا۔ (سورۂ جن، آیت 26/27، پارہ 29)

پہلی آیت سے ثابت ہوا کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مگر دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ رسولوں کو بھی عطا کیا ہے تو کیا یہ شرک ہوگیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر عالم الغیب ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علمِ غیب پر آگاہی حاصل ہے لہٰذا جہاں ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا حکم نہیں لگتا۔

3)......مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہے

القرآن:...... ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔

ترجمہ: ...... یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مددگار اللہ ہے۔ (سورۂ محمد، آیت 11، پارہ 26)

☆......جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ بھی مددگار ہیں:

القرآن:...... فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ .

ترجمہ:...... بے شک اللہ اُن کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مومنین مددگار ہیں۔

(سورہ تحریم، آیت 4، پارہ 28)

پہلی آیت پر غور کریں تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پھر دوسری آیت میں حضرت جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو مددگار فرمایا تو کیا یہ شرک ہوگیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مددگار ہے اور جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں جو ذات باری تعالیٰ عطا فرما رہی ہے اُس میں اور جس کو عطا کیا جارہا ہے اُن حضراتِ قدسیہ میں برابری کا تصور محال ہے اور جب برابری ہی نہیں تو شرک کہاں رہا؟

4)......عزت ساری اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ❁

القرآن:...... اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا .

ترجمہ:...... بے شک ساری عزت اللہ کے لئے ہے۔ (سورہ یونس، آیت 65، پارہ 11)

☆......رسول ﷺ اور مومن بھی عزت والے ہیں:

القرآن:...... وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:......اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) اور مسلمانوں کے لئے ہے

مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

پہلی آیت میں ہے کہ ساری عزت اللہ تعالٰی کے لئے ہے پھر دوسری آیت میں سرکارِ اعظم ﷺ اور مسلمانوں کو بھی عزت والا قرار دیا گیا تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہو گی کہ اللہ تعالٰی کو کسی نے عزت عطا نہیں کی مگر سرکارِ اعظم ﷺ اور مومنین اللہ تعالٰی کی عطا سے عزت والے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ دونوں عزتوں میں برابری نہیں اور جب برابری نہیں تو شرک بھی نہ ہوا۔

5)......اللہ تعالٰی علم والا ہے

القرآن:...... وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ.

ترجمہ:......اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (سورۂ مائدہ، آیت 54، پارہ 6)

☆......ولی بھی علم والا ہے:

القرآن:...... قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ.

ترجمہ:......(آصف بن برخیا نے) کہا جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ علم اللہ تعالٰی کی صفت ہے اور پھر دوسری آیت میں اس صفت کو حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ثابت کیا گیا دونوں میں تطبیق یوں قائم ہو گی کہ اللہ تعالٰی کا علم ذاتی ہے اور حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالٰی نے علم عطا فرمایا تھا لہٰذا معلوم ہوا کہ دونوں علوم میں برابری نہیں اور جب برابری نہیں تو پھر شرک بھی نہ ہوا۔

6)......بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے کون ہے جو شفاعت کرے

القرآن:...... مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔

ترجمہ:......کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذنِ خداوندی کے۔

(سورۃ بقرہ، آیۃ الکرسی پارہ 3)

☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا دینا :

القرآن:...... وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔

ترجمہ:......اور میں اچھا کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت 49، پارہ 3)

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا کے کسی کے لئے شفاعت کا عقیدہ رکھنا شرک ہے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے شفاعت کا عقیدہ رکھنا توحید ہے اسی طرح دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ مُردوں کو جلانا، شفا دینا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں مگر اللہ تعالیٰ کسی کو عطا کردے تو اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں لہٰذا اہل اللہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مُردوں کو جلا سکتے ہیں یہ شرک نہیں ہے کیونکہ ذاتی اور عطائی کام برابر نہیں ہوسکتے اور جب برابری نہیں تو شرک بھی نہ ہوا۔

7)......اللہ تعالیٰ جسے چاہے اولاد دے

القرآن:...... یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۔

ترجمہ:......اللہ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔

(سورۃ شوریٰ، آیت 49، پارہ 25)

☆......حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا میں تجھے بیٹا دوں :

القرآن:...... قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا .

ترجمہ:...... (حضرت جبریل امین نے بی بی مریم سے کہا) کہا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں ۔ (سورہ مریم، آیت 19، پارہ 16)

پہلی آیت میں ہے کہ اولاد صرف اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے مگر اس کے برعکس حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم سے فرماتے ہیں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہو گی کہ اللہ تعالیٰ خود اولاد عطا فرماتا ہے اور جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے بی بی مریم کو بیٹا دے رہے ہیں لہٰذا ان آیات میں بھی برابری کا کوئی پہلو نہیں کیونکہ ذاتی اور عطائی برابر نہیں ہو سکتے جب برابری نہیں پائی گئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

8)......اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے

القرآن:...... اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ .

ترجمہ:...... اللہ جانوں کو موت دیتا ہے (روح قبض کرتا ہے)۔

(سورہ زمر، آیت 42، پارہ 24)

☆......تمہیں موت دیتا ہے موت کا فرشتہ:

القرآن:...... قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ .

ترجمہ:...... تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

(سورہ سجدہ، آیت 11، پارہ 21)

پہلی آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے مگر اس کے برعکس دوسری آیت میں ہے کہ تمہیں موت کا فرشتہ موت دیتا ہے تو کیا شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہو گی کہ اللہ تعالیٰ موت دینے میں کسی کا محتاج نہیں مگر ملک الموت روح قبض کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے محتاج ہیں لہٰذا اس میں بھی برابری نہیں پائی گئی چونکہ برابری نہیں اس لئے شرک بھی نہ ہوا۔

9)......اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے

القرآن:......اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ .

ترجمہ:...... بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ (سورۂ بقرہ، آیت 20، پارہ 1)

☆......اللہ تعالیٰ اپنا فضل جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے :

القرآن:...... اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ .

ترجمہ:...... بے شک سارا فضل اللہ کے دستِ قدرت میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پہلی آیت میں ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرسکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر سب کچھ کرسکتا ہے مگر اس کے بعد دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اہلِ اسلام پر شرک کے فتوے لگانے والوں کا اس آیت میں رد کیا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا فرماتا ہے لہٰذا اِس آیت سے بھی ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو گیا۔

10)......اللہ تعالیٰ مولانا ہے

القرآن:......وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰىنَا

فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ○

ترجمہ:......اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔(سورہ بقرہ، آخری آیت، پارہ 3)

☆......بندوں کو بھی مولانا کہا جاتا ہے :

پہلی آیت میں قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کو مولانا کہا اور ہر گلی میں آج کل مولانا پھرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی مولانا اور اس کے بندے بھی مولانا ہیں تو کیا یہ شرک ہو گیا؟ اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مولانا ہے یعنی مولیٰ ہے اور بندے اُس کی عطا سے مولانا ہیں لہٰذا برابری ختم ہوگئی اور جب برابری ختم ہوگئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

11)......اللہ تعالیٰ زندہ ہے ۞

القرآن:...... اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ○ (آیۃ الکرسی)

ترجمہ:......اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا

☆......بندے بھی زندہ ہیں :

اللہ تعالیٰ کی حیات پر تو سب کا ایمان ہے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صفتِ حیات دی ہے وہ سب اس صفت کے حامل ہیں۔ پس ہم نے اپنے لئے بھی حیات کی صفت کو جانا اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی صفتِ حیات کو مانا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حیات ہم اللہ تعالیٰ کے لئے مانتے ہیں وہ حیات نہ ہم اپنے لئے مانتے ہیں نہ کسی اور کے لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی حیات دینے والا نہیں ہماری حیات عارضی ہے اُس کی دی ہوئی ہے محدود اور فانی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی حیات عارضی نہیں عطائی نہیں اور محدود بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حیات باقی ہے اور ہماری فانی ہے

۔لہٰذا ہماری حیات اور اللہ تعالیٰ کی حیات برابر نہیں جب برابری نہیں ہوئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

12)......اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے

القرآن:......وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝

ترجمہ:......اور اس لئے کہ اللہ سنتا دیکھتا ہے۔(سورۂ حج، آیت 61، پارہ 17)

☆......بندے بھی سنتے اور دیکھتے ہیں :

اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والا یعنی سمیع وبصیر ہے اور فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بھی سمیع وبصیر بنایا حالانکہ سمیع وبصیر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی سمیع وبصیر اور انسان بھی سمیع بصیر تو کیا شرک ہوگیا؟

اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع وبصیر اس کی ذاتی صفت ہے اور ہمارا سننا اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے لہٰذا جہاں ذاتی وعطائی کا فرق ہوجائے وہاں شرک نہیں ہوسکتا۔

13)......اللہ تعالیٰ علم والا ہے

القرآن:...... اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

ترجمہ:......بے شک اللہ علم والا خبردار ہے۔(سورۂ حجرات، آیت 13، پارہ 26)

☆......بندے بھی علم والے ہیں :

﴿علم﴾ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اگر ہم کسی دوسرے لئے علم ثابت کردیں تو کیا یہ شرک ہوگیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو علم اللہ تعالیٰ کا ہے وہ بندے کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، ہمارا علم اُس کا عطا کردہ ہے لہٰذا جہاں ذاتی وعطائی کا فرق واضح ہوجائے

وہاں شرک کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

لہٰذا واضح ہو گیا کہ ہر چیز میں ذاتی اور عطائی کا ہونا شرک نہیں ہے۔

1)...... اللہ تعالیٰ کا علمِ غیب ذاتی ہے...... سرکارِ اعظم ﷺ کا علمِ غیب عطائی ہے

2)...... اللہ تعالیٰ کا نور ذاتی ہے...... سرکارِ اعظم ﷺ کی نورانیت عطائی ہے۔

3)...... اللہ تعالیٰ حقیقی مددگار ہے...... انبیاء کرام اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں۔

4)...... اللہ تعالیٰ حقیقی رؤف اور رحیم ہے...... سرکارِ اعظم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے رؤف اور رحیم ہیں۔

5)...... اللہ تعالیٰ حقیقی مختارِ کل ہے...... سرکارِ اعظم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مختارِ کل ہیں۔

6)...... اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر زندہ ہے...... سرکارِ اعظم ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بعد از وصال زندہ ہیں۔

7)...... اللہ تعالیٰ بذاتِ خود مُردوں کو زندہ کرتا ہے...... انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مُردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

8)...... مشرکین بتوں کو صاحبِ اختیارات مانتے تھے...... ہم انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے صاحبِ اختیارات مانتے ہیں۔

9)...... مشرکین بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارشی مانتے تھے...... ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے مان کر اُن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں۔

10)...... مشرکین بتوں کو اپنا معبود مانتے تھے...... ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ

کے خاص بندے مانتے ہیں۔

نتیجہ ﴿ ...... پورے کلام کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی عقائد اور مشرکین کے عقائد میں کہیں برابری نہیں پائی جاتی جب برابری نہیں تو پھر شرک بھی نہ ہوا لہٰذا مسلمانوں کے عقائد کو مشرکین کے عقائد سے ملانا ظلم ہے۔

الوہیت عطائی نہیں ہوسکتی ﴿

اللہ تعالیٰ سب کچھ دے سکتا ہے مگر الوہیت نہیں دے سکتا کیونکہ الوہیت مستقل ہے اور عطائی چیز مستقل نہیں ہوسکتی۔ الوہیت استقلال ہی کے معنی میں ہے لیکن مشرکین کا تصور یہ تھا اُنہوں نے کہا کہ لات ومنات (جو کہ بُت تھے) وغیرہ ایسے زاہد وعابد لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہاری عبادت کمال کو پہنچ گئی میں تم پر یہ عنایت کرتا ہوں کہ تم آزاد ہو، میں تم پر نہ کچھ فرض کرتا ہوں اور نہ کوئی پابندی لگاتا ہوں۔ پس اس طرح انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمام معبودوں کو الوہیت دے دی۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرما دیا ہے وہ مُشرک اور مُلحد ہے۔ مشرکین اور مؤمنین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ غیر اللہ کے لئے عطائے الوہیت کے قائل تھے اور مؤمنین کسی مقرب سے مقرب ترین ہستی کہ سرکار اعظم ﷺ کے حق میں بھی الوہیت اور غنائے ذاتی کے قائل نہیں۔

اِلٰہ حاجت رواہ ہے مگر ہر حاجت روا اِلٰہ نہیں ﴿

ہر لفظ کا ایک معنی حقیقی ہوتا ہے ایک معنی مجازی ہوتا ہے جب تک حقیقی معنی مشکل نہ ہوجائے جب تک مجازی معنی کی طرف رُخ نہ کریں یعنی کوئی اگر ایسی صورت سامنے آجائے کہ حقیقت لغوی یا عُرفی مُراد نہ لی جاسکے یا اس کے خلاف مُراد لینے پر کوئی قرینہ دلالت کرے اُس وقت مجازی معنی مُراد لیا جائے گا اور مجازی معنی کو حقیقی معنی قرار نہیں

دیا جائے گا۔ یعنی اِلٰـــــہ بول کر حاجت روا یا پناہ دہندہ یا اختیارات وطاقتوں کا مالک یا ساری خلق کا مشتاق الیہ (جس کی طرف مخلوق کا رجحان ہو) سمجھنا اُسی طرح غلط ہے جس طرح حاجت روا بول کر یا پناہ دہندہ بول کر یا مشتاق الیہ بول کر اللہ مراد لینا جائز ہے۔

ہاں یہ بات الگ ہے کہ جو الٰہ ہوگا وہ حاجت روا بھی ہوگا اور اختیارات وتوانائیوں کا مالک بھی ہوگا ساری مخلوق کا مشتاق الیہ بھی ہوگا لیکن یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں کہ جس کو ہم حاجت روا کہیں یا پناہ دہندہ کہیں وہ اِلٰہ ہی ہوگا۔

ایک اعتراض اور اُس کا جواب

ایک اعتراض عام طور پر یہ کیا جاتا ہے، عبادت کا تصور اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جب کوئی حاجت پیش آئے اور حاجت روا کو ڈھونڈا جائے یا سکون کے لئے سکون بخش ہو یا پناہ طلب کرنے پر پناہ دہندہ (پناہ دینے والا) ملے اُسی کو الٰہ مانا جاتا ہے اور یہ سب باتیں مافوق الاسباب ہوں یعنی حاجت روا کی حاجت روائی کا معاملہ محتاج کے علم وحواس سے باہر ہو تو اس وقت اس کو الٰـــــہ کہیں گے اور جو معاملات ''ماتحت الاسباب'' ہوں یعنی حاجت روا کی حاجت روائی کا سارا معاملہ محتاج کے علم وحواس کے اندر ہو تو اس وقت اِلٰہ نہیں مانا جائے گا۔ تو اگر کوئی شخص اس نظریئے کے تحت کسی فرد کے اندر حاجت روائی (حاجت کو پورا کرنا) پناہ دہندگی (پناہ دینا) سکون بخشی (سکون بخشنا) یا اختیار اور طاقتوں کا مالک اور تمام انسانوں کا مشتاق الیہ (اس کی طرف مائل ہونے کا) ہونے کا اعتقاد رکھے گویا یہ نظریہ اس کی عبادت کی طرف اُبھارتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے یہ صرف ایک امکانی (ممکنہ) صورت ہوسکتی ہے بلکہ واقعتاً یوں ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو حاجت روا یا مُشکل کُشا یا پناہ دہندہ (پناہ دینے والا) وغیرہ سمجھتا ہے بلکہ یقین رکھتا ہے تو بھی اس کے دل میں اس کی عبادت کا نہ کوئی جذبہ اُبھرتا ہے نہ وہ اس کو معبود مانتا ہے الحاصل جیسا کہ پہلے ذکر کیا کہ ''حاجت روائی'' لازم الوہیت ہے نہ کہ الوہیت لازم

حاجت روائی۔ یعنی اللہ تعالیٰ حاجتیں پوری کرنے والا ہے مگر ہر وہ جو حاجت پوری کرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ نہیں یعنی کوئی بھی شخص حاجت پوری کر دے اس کو اللہ تعالیٰ نہیں کہیں گے ہاں مگر اللہ تعالیٰ بالذات حاجتیں پوری فرماتا ہے جب کہ دوسرے اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاجت پوری کرتے ہیں، یہاں بھی ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہے۔

یہاں اعتراض سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک مافوق الاسباب اور دوسری ماتحت الاسباب۔ اَب اس کا معنیٰ بیان کیا جاتا ہے۔

مافوق الاسباب

مافوق الاسباب کے معنیٰ حاجت روا کی حاجت روائی کا سارا معاملہ محتاج کے علم وحواس سے باہر ہو اور تحت الاسباب سے مُراد حاجت روا کی حاجت روائی کا معاملہ محتاج کے علم وحواس کے اندر ہو۔

مافوق الاسباب کو مافوق الادراک بھی کہا گیا (جو سمجھ سے باہر ہو) ماتحت الاسباب کو ماتحت الادراک بھی کہا جاتا ہے (جو سمجھ کے اندر ہو)۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں پر اللہ تعالیٰ کی مدد کے متعلق آیا ہے وہاں پر کہیں بھی اس کی تخصیص نہیں کی گئی کہ یہ مافوق الاسباب ہے یا ماتحت الاسباب ہے۔ یعنی یہ سمجھ کے اندر ہے یا سمجھ کے باہر ہے۔

قرآنِ مجید نے بعض ایسی شخصیتوں کے حاجت روا ہونے کی وضاحت کی ہے جو اپنے محتاج کے نزدیک مافوق الادراک (جو سمجھ کے باہر ہوں) توانائیوں کے مالک تھے تو پھر الٰہی توانائیوں اور غیر الٰہی توانائیوں کے درمیان فوق الادراک یا تحت الادراک کی تحقیق صحیح نہیں ہے۔ بلکہ آسان واضح اور مناسب صورت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی حاجت روا ہے اس کی توانائیاں ذاتی ہیں کسی کی مرہونِ منت نہیں ہیں جبکہ ماسوا اللہ

تعالیٰ کی حاجت روائی درحقیقت اسی کی ہی حاجت روائی ہے اس لئے سب اہلِ اللہ اُسی کی عطا کردہ توانائیوں سے حاجت روائی کرتے ہیں ہاں ذرائع مختلف ہیں یعنی مخلوق کی حاجت روائی چاہے وہ فوق الادراک ہو (سمجھ سے باہر ہو) یا تحت الادراک (سمجھ کے اندر ہو) ہو سب کی سب عطائی توانائیوں کی مرہونِ منت ہے۔

اب بغیر کسی تمہید کے ہم عرض کردیتے ہیں کہ انبیاء کرام و اولیاء اللہ کی حاجت روائی کا سارا عمل چاہے ہماری سمجھ کے اندر ہو یا باہر خود اسباب اور علتوں کے تحت ہے ان کی حاجت روائی کا کوئی معاملہ فوق الاسباب (سمجھ کے باہر) نہیں ہے کیونکہ دنیا عالمِ اسباب ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے جس کے ذریعے سے ہو رہا ہے سب کچھ تحت الاسباب ہے اور سب کا خالق و مختار ربُّ الاسباب ہے تو ہم جن صفات کو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے لئے ثابت مانتے ہیں اُن کا اُن میں نہ ماننا یا اس پر شرک کا فتویٰ لگانا یہ خود ذات و صفاتِ الٰہیہ کو سمجھنے سے قاصر (دور) رہنے کا نتیجہ ہے۔

الوہیت

استحقاق عبادت (عبادت کا مستحق ہونا) یا وجوب کو الوہیت کہتے ہیں جو ذات مستحقِ عبادت ہوگی، اس کا جواب الوجود ہونا ضروری ہے اسی طرح واجب الوجود کے لئے مستحقِ عبادت ہونا ضروری ہے۔

مشرکین کی بیوقوفی ہے کہ وہ اپنے بتوں اور معبودوں کو ممکن الوجود مان کر معبود اور مستحقِ عبادت سمجھتے ہیں۔ (از کتاب: اشرف الرسائل)

عبادت

غایت تعظیم اور انتہا تذلل کو عبادت کہتے ہیں جس کی اصل یہ ہے کہ عبادت کرنے والا جس کی عبادت کرتا ہے اس کے لئے ذاتی اور مستقل صفت مانتا ہے جس میں کسی کی

قدرت ومشیت کو کسی قسم کا کوئی دخل نہ ہو۔

اصل عبادت اسی اعتقاد کو کہتے ہیں اس اعتقاد کے ساتھ کسی کی اطاعت ومحبت یا اس کے لئے کوئی عمل کرنا اس کی عبادت ہے۔ بغیر عمل کے کسی کے لئے صرف اعتقاد کا ہونا بھی عبادت قرار پائے گا۔

استعانت

الوہیت اور عبادت کے معنیٰ واضح ہونے کے بعد استعانت (مدد) کا معنیٰ خود بخود سمجھ میں آجائے گا اور وہ یہ کہ کسی کے لئے عون کی ایسی صفت مستقلہ مان کر جو مقہوریت اور مغلوبیت سے بالاتر ہو تو اس سے طلب عون کو استعانت صرف معبود حقیقی کی شان کے لائق ہے لہٰذا مستعان وہی ہو سکتا ہے اس کے غیر سے استعانت دراصل اس کی الوہیت ومعبودیت کے اعتقاد کے منافی ہے۔

فائدہ:...... چونکہ الوہیت اور معبودیت استقلال ذاتی کے بغیر متصور نہیں اس لئے کسی کو مجازی معبود "اِلٰہ" نہیں کہہ سکتے بخلاف استعانت، محبت اور اطاعت وغیرہ کے کہ یہاں مستعان مجازی اور محبوب مجازی کہہ سکتے ہیں کیونکہ مظاہر کائنات میں خالق حقیقی نے یہ اوصاف پیدا کئے ہیں اور جو چیز پیدا کی ہوئی ہو اس میں استقلال ذاتی ممکن نہیں۔ جس طرح استقلال ذاتی میں حدوث وامکان کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا اِلٰہ اور معبود کو مجازی کہنا بالکل ایسا ہوگا جیسے واجب الوجود کو حادث کہہ دیا جائے۔ (معاذ اللہ)

(از کتاب: اشرف الرسائل، علامہ غلام علی اوکاڑوی)

مسلمان مزارات پر کیوں جاتے ہیں

مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی مالک مانتے ہیں اور سرکار اعظم ﷺ کو رسول برحق مانتے ہیں۔ مزارات پر اولیاء کرام رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ کا ولی یعنی دوست سمجھ کر جاتے ہیں

وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم تو گنہگار ہیں اس نیک بندے کے وسیلے سے ہماری دُعائیں قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے وسیلے سے دُعا کو قبول فرماتا ہے۔

ہندوؤں کا بُت پر چڑھاوے چڑھانا

ہندوؤں نے بُت کے نام رکھے ہوئے ہیں وہ مندر میں جا کر اُس بت کا نام لے کر جانوروں اور دیگر چیزوں کی بھی چڑھاتے ہیں۔

مسلمانوں کا نذر و نیاز کرنا

مسلمان، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور نذر و نیاز تو اصل میں ایصالِ ثواب ہے مسلمان جانور کو ذبح کرنے سے پہلے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں پھر اس کا ثواب اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو ایصال کر دیا جاتا ہے اس میں کیا شرک ہے؟

ہم (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو خدا تعالیٰ سمجھ کر ان کا نام لے کر جانور ذبح نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ایصالِ ثواب کے لئے کرتے ہیں۔

ہندوؤں نے اپنے ہاتھوں سے سنگ تراش کر بُت بنائے پھر اس کو سنوارا پھر اس کے الگ الگ نام رکھے اور پوجا شروع کر دی۔ مگر اولیاء کرام رحمہم اللہ کو جو بھی مقام ملا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، داتا علی ہجویری، خواجہ اجمیری، مسعود سالار اور امام احمد رضا بریلوی رحمہم اللہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کی عطا سے بلند و بالا مقام پر فائز ہیں۔

اہلِ اسلام کو مُشرک کہنے والے خود مُشرک ہیں

بد قسمتی سے اِس اُمّت میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کا کام اپنے سوا سب مسلمانوں کو مُشرک اور بدعتی کہنا اور سمجھنا ہے ظلم یہ ہے کہ یہ آواز مساجد اور مدارس دونوں سے سُنی جاتی ہے یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دوسروں کو مُشرک اور بدعتی کہہ کر توحید کی خدمت کر رہے ہیں۔

حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اُمتِ مسلمہ میں فتنہ وفساد کا بیج بو رہے ہیں انہوں نے جان بوجھ کر شرک کی اتنی قسمیں بنائی ہیں کہ اُن کے سوا کوئی بھی آدمی مسلمان نہ کہلوا سکے۔

البتہ جو دوسرے مسلمانوں کو مُشرک کہتے ہیں اِن کے بارے میں سرکارِ اعظم ﷺ کی حدیث ملاحظہ ہو۔

الحدیث:...... ان حذیفة بن الیمان : قال رسول اللّٰه ﷺ ان مما اخاف علیکم رجل قرا القرآن حتی اذا رویت بهجة علیه و کان ردائوه الاسلام اعتراه الی ماشاء اللّٰه انسلخ منه ونبذه وراء ظهره وسعی علی جاره بالسیف الرمصی اونرامی :فقال بل الرامی هذا اسناد جید"۔

(بحوالہ: رواہ ابو یعلیٰ او جز التفاسیر من تفسیر ابن کثیر صفحہ 183، تفسیر ابنِ کثیر جلد 6 صفحہ 265)

ترجمہ:...... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اُمور جن کے بارے میں تم پر اندیشہ رکھتا ہوں، خوف زدہ ہوں اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص قرآن پڑھے گا حتیٰ کہ جب اسکی رونق اس پر نمایاں ہوگی اور اس پر اسلام کی چادر لپٹی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو جدھر چاہے گا، لے جائے گا اور وہ اس کو پسِ پُشت پھینک دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار کے ساتھ حملہ کرے گا اور اپنے پڑوسی کو مُشرک کہے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اُن دونوں میں مُشرک کون

ہوگا؟ وہ جو دوسرے کو مُشرک کہنے والا ہے یا وہ جسے مُشرک کہا گیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا دوسرے کو مُشرک کہنے والا ہی خود مُشرک ہونے کا حقدار ہوگا۔

فائدہ:...... اس حدیث شریف کو پڑھ کر اُن لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیے جو مسلمانوں پر شرک وبدعت کے فتوے لگاتے رہتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ خود ہی مُشرک ہیں اور ان کے لئے عذاب تیار ہے۔

اُمتِ محمدی ﷺ کبھی شرک پر متفق نہیں ہوگی

الحدیث:......عن عقبه بن عامر ان رسول الله ﷺ خرج یوما فصلی الی اهل احد صلاة علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال: انی فرط بکم وانا شهید علیکم وانی والله لانظر الی حوضی الان وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض اومفاتیح الارض وانی والله ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیهما.

(بحوالہ: صحیح مُسلم، کتاب الفضائل حدیث 30 مطبوعہ استنبول ترکی)

ترجمہ:...... حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے شہدائے اُحُد کے پاس تشریف لے کر نمازِ جنازہ پڑھی پھر منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں تمہارا سہارا اور تم پر گواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے حوضِ کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بیشک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور بیشک مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔

فائدہ:...... سرکارِ اعظم ﷺ نے اپنی ذات پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعامات اور عنایات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے ذریعے صدیوں کا نقاب اُلٹ دیا کہ

میں دیکھ رہا ہوں کہ تم شرک سے محفوظ رہو گے ہاں دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرو گے، جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہے۔

جب سرکار اعظم ﷺ مطمئن ہیں کہ اُمّت شرک سے محفوظ رہے گی مگر مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانے والے بے چین ہیں ان ظالموں کو ہر دوسرا مسلمان مشرک نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے۔

بدعت کیا ہے؟

بدعت کی لغوی و شرعی تعریف، بدعت کی مختلف اقسام اور علمائے اسلام کے اقوال اور دیگر شبہات کا ازالہ

بدعت کا لغوی معنیٰ

نیا کام، نئی ایجاد، نئی بات۔

بدعت کا شرعی معنیٰ

ہر وہ کام جو سرکار اعظم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں نہ ہو بلکہ بعد میں ایجاد ہوا ہو۔

بدعت کی دو قسمیں ہیں

(1)...... بدعتِ حسنہ (2)...... بدعت سیۂ

اب ان دو اقسام پر روشنی ڈالتے ہیں۔

(1)...... بدعتِ حسنہ کی تعریف

ہر وہ طریقہ جو سرکار اعظم ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا ہو اور وہ کام شریعت کے خلاف نہ ہو جیسے نمازِ تراویح، جماعت کے ساتھ ادا کرنا، قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے بہت سے دوسرے علوم وفنون پڑھنا اور سیکھنا، دینی مدارس قائم کرنا، قرآن مجید کے اعراب کا لگایا جانا، قرآنِ مجید پر غلاف چڑھانا، قرآنِ مجید کو اعلیٰ طباعت کے ساتھ شائع کرنا، مساجد میں محرابیں بنانا، مساجد کے بلند مینار تعمیر کروانا، جمعہ کے دن دو اذانیں دینا، دانے والی تسبیح پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

کتاب کشاف اصطلاحات الفنون جلد اول صفحہ 122 میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے حوالے سے ہے کہ وہ بدعت جو کتاب اللہ، سنّت، اجماع یا اثر صحابہ کے خلاف نہ ہو تو یہ بدعت حسنہ ہے۔

☆...... بدعتِ حسنہ پر عمل کرنا باعثِ اَجر وثواب ہے:

الحدیث:...... من سنن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیء .

ترجمہ:...... جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ (ابوداؤد شریف)

فائدہ:...... یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہر وہ اچھا کام جو سرکارِ اعظم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا ہو اور شریعت کے مخالف نہ ہو تو ایسے کام کو اپنانا اور ایجاد کرنا دونوں باعثِ اجر ہیں۔

الحدیث:...... عن ابی سلمه ان النبی ﷺ عن الامر یحدث لیس فی کتاب ولا سنة فقال ینظر فیه العابدون من المؤمنین .

ترجمہ:...... حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ سے ایسے نئے کام جس کی وضاحت کتاب و سنت میں ہو کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امر محدث کے بارے میں عابدین مومنین کو غور و فکر کرنا چاہئے

(سنن دارمی باب التورع عن الجواب فی مالیس فیہ کتاب ولا سنہ جلد اول صفحہ 54)

فائدہ:...... اس حدیث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہر نئے کام کو بُرا سمجھ کر رد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کے لئے یہ واضح حکم موجود ہے کہ مجتہدین اور اہل اللہ اس کے بارے میں فیصلہ کریں۔

اسی بناء پر حضرت امام نووی علیہ الرحمہ اور دوسرے بہت سے ائمہ نے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں۔

(1)...... بدعتِ واجبہ (2)...... بدعتِ مندوبہ (3)...... بدعتِ مباحہ

(4)...... بدعتِ مکروہہ (5)...... بدعتِ حرام

الحدیث:...... ماراہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن .

ترجمہ:......جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔

(موطا امام محمد باب قیام شہر رمضان صفحہ 144)

1)......امام کاسائی علیہ الرحمہ بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں:

"اتباع مااشتھر العمل بہ فی الناس واجب"۔

ترجمہ:......جو عمل لوگوں میں مشہور ہوجائے جب کہ شریعت کے مطابق ہو، اس کی اتباع ضروری ہے۔ (بحوالہ: بدائع الصنائع فصل فی بیان مایستحب فی یوم العید، جلد اوّل)

2)......علامہ بدرالدین عینی (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو کام شریعت کے مخالف نہ ہو تو وہ "بدعتِ حسنہ" یعنی اچھی بدعت ہے۔

3)......علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمہ، شامی کے مقدمہ میں فرماتے ہیں "یہ حدیث اسلام کے قوانین ہیں کہ جو شخص کوئی بُری بدعت ایجاد کرے، اس پر تمام پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے، اسے قیامت تک اس عمل کی پیروی کرنے والوں کا ثواب ہوگا" اگر یہ کہا جائے کہ بدعت حسنہ یعنی اچھی بدعت کوئی چیز نہیں ہے تو یہ بات مُسلم شریف کی حدیث کے خلاف بھی ہوسکتی ہے۔

4)......شیخ وحید الزماں جو غیر مقلدین اہلحدیث کے امام ہیں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے حوالے سے اپنی کتاب ھدیۃ المھدی صفحہ 117 میں لکھتے ہیں کہ بدعت حسنہ (اچھی بدعت) کو دانتوں سے (مضبوطی سے) پکڑ لینا چاہیے کیونکہ سرکار اعظم ﷺ نے اس کو واجب کیے بغیر اس پر برانگیختہ کیا ہے جیسے نماز تراویح۔

5)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ماہ رمضان میں نماز تراویح کی جماعت کا اہتمام کیا تو کسی شخص نے عرض کیا کہ یہ "بدعت" ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا "نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ" یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

فائدہ:...... اِن تمام احادیث اور علمائے اُمّت کے اقوال سے یہ بات نہایت آسانی سے معلوم ہورہی ہے کہ ہر وہ ایسا عمل جو سرکار اعظم ﷺ کے زمانہ اقدس میں نہیں تھا بلکہ بعد میں ایجاد ہوا۔ اگر وہ شریعتِ مطہرہ اور سُنّتِ رسول ﷺ کے مخالف نہیں تو اس پر عمل کرنا مستحب اور بعض صورتوں میں ضروری ہے۔

الحدیث:...... سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اُس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اُس پر عمل کرنے والوں کا ثواب بھی۔ (بحوالہ: مُسلم شریف، جلد تیسری صفحہ 718)

فائدہ:...... مُسلم شریف کی حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ اچھا کام جو سرکار اعظم ﷺ کے زمانے میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا اور شریعت کے مخالف نہ ہو تو ایسے کام کو اپنانا اور ایجاد کرنا دونوں باعثِ اَجر ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ وہ کام جسے علماء اور عارفین ایجاد کریں اور وہ سُنّت کے خلاف نہ ہو تو یہ اچھا کام ہے۔

(2)...... بدعتِ سیّہ کی تعریف

ہر وہ کام جو سرکار اعظم ﷺ کے زمانے میں نہ ہو بلکہ بعد میں ایجاد ہوا ہو اور وہ شریعت کے مخالف ہو۔

1)...... کتاب اصطلاحات الفنون صفحہ 133 جلد اوّل میں ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ بدعت جو کتاب، سُنّت، اجماع یا اثرِ صحابہ کے خلاف ہو تو یہ

بدعتِ سیئہ یعنی بُری بدعت ہے۔

2)...... کتاب نیل الاوطار باب صلوٰۃ التراویح جلد سوم صفحہ 57 میں ہے کہ اگر بدعت ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے تو یہ بدعتِ سیئہ ہے۔

3)...... امام حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ دین میں کسی ایسی نئی چیز کا ایجاد کرنا، جس کی اصل (دلیل) شریعت میں نہ ہو۔

4)...... علامہ ابنِ منظور افریقی فرماتے ہیں کہ وہ نئی بات جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو، بدعتِ سیئہ ہے۔

5)...... مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام جلد اوّل میں ہے کہ جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نیا عقیدہ ایجاد کیا کہ جو دین کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے۔

6)...... علامہ ابنِ اثیر فرماتے ہیں کہ ''ہر نیا کام بدعت ہے'' سے مُراد وہ نیا کام ہے جو شریعت کے مخالف ہو اور سُنّت کے موافق نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ جو چیز اسلام سے ٹکرائے وہ بدعتِ سیئہ یعنی بُری بدعت ہے اور جو دینِ اسلام سے نہ ٹکرائے اور جن کاموں کو قرآن وسنّت میں منع نہیں کیا گیا وہ بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلِ بیت اطہار نے سرکارِ اعظم ﷺ کے ظاہری زمانے میں اور بعد میں اپنے دل سے بہت سی ایسی اچھی بدعتیں یا نئے کام بھی کیے، جن کا حکم نہ قرآن مجید میں آیا، جو نہ سرکارِ اعظم ﷺ نے خود کیے اور نہ کرنے کا حکم دیا۔

(1)...... حضرت ابوبکر ؓ نے کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت ؓ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا تو حضرت زید ؓ نے عرض کیا کہ آپ ؓ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو سرکارِ اعظم ﷺ نے نہیں کیا؟ تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔

(بخاری شریف)

(2)...... نمازِ تراویح ایک عبادت ہے جو سرکارِ اعظم ﷺ کی ظاہری حیات میں ہر سال پورے رمضان جماعت سے نہیں ہوئی تھی مگر حضرت عمر فاروق ؓ نے اسے رائج کرتے ہوئے اس کے لئے "بدعت" کا لفظ استعمال کیا اور فرمایا "یہ کتنی اچھی بدعت ہے"۔ (بخاری شریف)

(3)...... حضرت عثمان غنی ؓ نے جمعہ میں دو اذانوں کا طریقہ شروع کیا۔

(4)...... حضرت علی ؓ نے ایک ہی شہر میں نمازِ عید کے دو اجتماعات شروع کئے۔

(5)...... حضرت علی ؓ نے علمِ نحو ایجاد کیا۔

(6)...... حضرت عمر ؓ نے علمِ صرف ایجاد کیا۔

(7)...... حضرت خباب ؓ نے پہلی مرتبہ شہید کئے جانے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کئے۔

(8)...... حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے وعظ کے لئے جمعرات کا دن متعین کیا۔

(بخاری شریف)

(9)...... حضرت بلال ؓ وضو کے بعد دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے حالانکہ سرکارِ اعظم ﷺ نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

(10)...... حضرت عثمان غنی ؓ نے قرآن مجید کو جمع کر کے ایک کتابی صورت تشکیل دی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ کام "بدعت" ہیں یا "سُنّت"؟ کچھ علماء کا خیال ہے کہ "سُنّت" ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقوں پر چلنے کی ہدایت سرکارِ اعظم ﷺ کے فرمان میں موجود ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ کام "بدعت حسنہ" ہیں حدیث شریف میں خُلفائے راشدین کی "سُنّت" کا مطلب اُن کا طریقہ ہے اور یہ طریقہ ان معنوں میں "سُنّت" نہیں جس طرح کہ سرکارِ اعظم ﷺ کی سُنّت ہے۔

☆......اچھی اور جائز بدعتیں:

ذیل میں وہ چند کام درج ہیں جن کا نہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اور نہ سرکارِ اعظم ﷺ نے کسی حدیث میں حکم دیا اور نہ اس انداز میں یہ سرکارِ اعظم ﷺ کے کسی عمل سے ثابت ہیں مگر اس کے باوجود آج کا مسلمان اُنہیں کرنا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان بدعتوں پر ثواب کیسا؟ اور اِن اُمور پر دین کی اصل شکل مسخ کرنے کا الزام کیوں نہیں؟ صرف اس لئے یا تو ان کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے یا پھر یہ اسلام کے شرعی احکام اور اصولوں کے خلاف نہیں اور نہ ہی اُنہیں قرآن وحدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔

1)......مساجد میں قرآن مجید اور تسبیح وغیرہ رکھنا، مینار، گنبد اور محراب بنوانا۔

2)......قرآنِ مجید پر اعراب لگانا، قرآنِ مجید کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کرنا، اس

پر غلاف چڑھانا اور اعلیٰ طباعت میں شائع کروانا۔

3)......قرآنِ مجید کی الگ الگ پاروں میں تقسیم، سورتوں کی موجودہ ترتیب، مختلف رکوع کے مقامات۔

4)......دکانوں، گھروں اور مساجد میں قرآن خوانی، ختمِ آیت کریمہ، کلمہ طیبہ یا دیگر خاص آیات کو باہتمام پڑھنا۔

5)......"ﷺ" کو بطور درود شریف پڑھنا اور لکھنا۔

6)......دینی مدارس میں درسِ قرآن، درسِ حدیث، دورۂ تفسیر قرآن، دورۂ حدیث، ختمِ بخاری شریف یا کوئی دینی تقریب منعقد کرنا۔

7)......بزرگوں کے آزمودہ، مختلف درود شریف، دعائیں، نعت شریف اور صلوٰۃ وسلام پڑھنا۔

8)......ہر سال پورے رمضان جماعت کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنا، محفلِ شبینہ یا چند روزہ تراویح میں قرآن مجید مکمل سُنانے کا انتظام کرنا۔

9)......تراویح کے اختتام پر تکمیلِ قرآن کی محافل کرنا، دُعا ختم القرآن پڑھنا اور ختم شریف کے لئے رقم جمع کرنا۔

10)......تاریخ مقرر کر کے درسِ قرآن اور درسِ حدیث، محفلِ نعت، محفلِ درود وسلام، جلسہ میلاد النبی ﷺ، جلسہ گیارہویں شریف، تبلیغی اجتماعات، خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی چھٹی شریف، محفلِ شب معراج وشب برأت، محفلِ شب قدر، رجب

شریف کی کھیر پوری اور دیگر اچھی محافلوں کا اہتمام کرنا۔

11)...... بزرگانِ دین کے ایام اور عُرس منانا، اِن کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی، صدقہ وخیرات اور طعام کا اہتمام کرنا۔

12)...... مختلف انداز سے دینی علوم حاصل کرنا، دینی کتابیں لکھنا، شائع کرنا اور تقسیم کرنا۔

13)...... وابستگی کے اظہار یا برکت کے لئے دکانوں، مکانوں اور مساجد میں قرآنی آیات لکھنا یا طغرے لگانا۔

14)...... کفن پر شہادت کی اُنگلی سے کلمات طیبات لکھنا، قبر میں مُرشد کا شجرہ یا عہد نامہ وغیرہ رکھنا، میت کو تلقین کرنا اور قبر پر اذان کہنا۔

15)...... جمعہ میں مروجہ خطبہ پڑھنا اور خطبے سے قبل تقریر کرنا۔

16)...... ایمانِ مفصل، ایمانِ مجمل اور چھ کلمے پڑھنا اور یاد کرنا۔

17)...... دینی مدارس کا قیام اور اُن کا نصاب ونظام۔

18)...... مدارسِ دینیہ کی سالانہ یا سو سالہ تقریب منانا، طلبہ کے وظائف، طلبہ کی دستار بندی کی تقریب اور اُن میں تقسیمِ اَسناد کرنا۔

19)...... افطار پارٹی، عید ملن پارٹی منعقد کرنا۔

یہ تمام باتیں دین سے نہیں ٹکراتی اور نہ ہی شریعت میں اِن باتوں کی ممانعت ہے لہٰذا یہ تمام اُمور جائز اور اچھے اعمال ہیں۔

☆......بُری اور ناجائز بدعتیں:

چند وہ ناجائز کام یا بُری بدعتیں ہیں جن کو قرآن وحدیث میں منع کیا گیا، جو دین سے ٹکراتی ہیں اور اسلام کے مزاج اور اُصولوں کے خلاف ہیں۔ علمائے اُمت نوعیت کی وجہ سے بدعت سیۂ (بُری بدعت) کو حرام اور مکروہ کی اقسام میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔

1)......اسلامی قوانین کے نفاذ کی بجائے غیر اسلامی قوانین اور سسٹم کا نفاذ مثلاً پاکستان کا عدالتی نظام جب کہ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کا حکم ہے۔

2)......مُسلم ممالک کے حکمرانوں کا ذاتی اقتدار کے لئے اسلام دشمن ممالک سے مدد حاصل کرنا یا مسلمانوں کے خلاف اِن کی مدد کرنا جیسے افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کے خلاف مدد کی۔

3)......ایصالِ ثواب کو فرض، واجب یا لازم قرار دینا یعنی انہیں نہ کرنے کو یا دیگر ایام میں کرنے کو ناجائز، حرام اور گناہ قرار دینا۔ کوئی خود ساختہ اور غلط بات کسی سے منسوب کرنا۔

4)......عورتوں کا بے پردہ بن سنور کر خوشبو لگا کر گھومنا۔

5)......شادی بیاہ کے موقع پر مہندی، مایوں اور ستارے اور فضول خرچی جیسے کام کرنا۔

6)......عورتوں اور مردوں کی مشترکہ تقریبات کرنا، محلّے یا بازار میں خواتین کا بے پردہ ہوکر خریداری کرنا۔

7)......درسِ قرآن، درسِ حدیث، جلسہ میلادالنبی ﷺ، نعت شریف اور صلوٰۃ وسلام کو ناجائز اور بُری بدعت کہنا۔

8)......سود کو جائز، جہاد کو منسوخ قرار دینا، ارکانِ اسلام کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں سے کسی کو کم کر دینا۔

9)......میت پر احباب کی شاندار دعوتیں کرنا اور غریبوں کو ان سے یکسر محروم رکھنا۔

10)......مزارات اور پیر و مرشد کو سجدہ تعظیمی کرنا (سجدہ عبادت مسلمان ہرگز کسی کو نہیں کرتے) مزارات پر دیگر غیر شرعی کام بُری بدعت اور حرام ہیں۔

11)......تعزیہ داری اور ماہِ محرام الحرام میں مختلف خرافات۔

12)......کسی مستحب و مباح بدعت پر خود ساختہ اور غیر شرعی پابندی لگانا۔

13)......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی جائز کردہ چیزوں کے متعلق اس کے بندوں میں شک پیدا کرنا اور ان پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو شرک و بدعت کا مُرتکب قرار دے کر دینِ اسلام سے از خود خارج کر دینا۔

14)......میلادالنبی ﷺ، بزرگوں کے ایصالِ ثواب اور عُرس کی تقاریب کو حرام کہنا۔

15)......صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہلبیتِ اطہار اور اولیاءِ کرام کو بُرا کہنا۔

16)......سرکارِ اعظم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو شرک اور حرام قرار دینا۔

17)......تقلید، تقدیر، واقعۂ معراج اور احادیث کا انکار کرنا۔

18)......وسیلے کو ناجائز قرار دینا، حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا جیسا دیوبند مسلک میں کوّا کھانا ثواب قرار دیا گیا ہے۔

19)......نماز میں سرکارِ اعظم ﷺ کے خیال کو بُرا اور شرک قرار دینا۔

20)......نذر و نیاز کو حرام قرار دینا۔

21)......سرکارِ اعظم ﷺ کے مرتبے اور مقام میں کمی کرنا۔

22)......سرکارِ اعظم ﷺ کی نورانیت کا انکار کرنا۔

23)......سرکارِ اعظم ﷺ کی ذات میں (اپنے زعمِ فاسد میں) عیب تلاش کرنا۔

24)......ائمہ مجتہدین کو بُرا کہنا اور اُن پر طعنہ زنی کرنا۔

25)...... حسینیت پر یزیدیت کو فوقیت دینا۔

26)......اُمّت میں انتشار پھیلانے کے لئے چوتھے دن قربانی کرنا۔

27)......عیدین میں گلے ملنے کا عمل بدعت قرار دینا۔

28)......کسی بھی موقع پر جھوٹی روایات اور غلط نعتیہ اشعار پڑھنا۔

29)...... بروج، ستاروں یا سیاروں کو مستقبل کی خبروں کے حصول کا ذریعہ سمجھنا۔

30)...... چوتھائی سر کا مسح کرتے ہوئے گردن کے سامنے والے حصے کا مسح کرنا۔

یہ تمام بدعتِ سیہ یعنی بُری بدعتیں ہیں اِن کاموں سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے کیونکہ اس کے ارتکاب سے بندہ بدعتی اور حرام کا مرتکب ہوتا ہے۔

فیصلہ عوام کرے

ہم نے احادیث اور علمائے اُمّت کے اقوال کی روشنی میں بدعتِ حسنہ اور بدعت سیہ کی تعریف، توجیح اور فرق کو واضح کیا تا کہ مسلمانوں میں انتشار نہ پھیلے، فرقہ واریت پروان نہ چڑھے، لوگ گمراہی سے بچ جائیں کیونکہ شرعی اصول نظر انداز کر کے مَن پسند افکار و معمولات کو شرک و بدعت قرار دینے سے معاشرے میں فرقہ واریت، تعصب اور منافقانہ انداز کی جو فکر پروان چڑھ رہی ہے وہ ہر دردمند مسلمان کے لئے افسوس ناک بھی ہے اور اتحادِ اُمّت کی راہ میں بڑی رکاوٹ بھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم از خود اس غیر اُصولی اور منافقانہ طرزِ فکر کو تبدیل کرنے کی مُخلصانہ کوششیں کریں تا کہ علمی سطح پر اسلام کے خلاف تشکیل کردہ غیر منصفانہ پالیسیوں اور متعصبانہ رویوں کا یکجہتی سے مقابلہ کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔

مگر افسوس کہ دیوبندی اور اہلحدیث مکتبہ فکر کے لوگ اکثر و بیشتر پمفلٹ اور کُتب کی صورت میں لوگوں میں انتشار پھیلاتے ہیں ہر دو چار مہینے کے بعد فری لٹریچر فقط اس لئے تقسیم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو مُشرک اور بدعتی قرار دیا جائے، اُن کے نزدیک بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیہ کا کوئی تصور نہیں وہ فقط بُری

بدعت کو ہی تسلیم کرتے ہیں لہٰذا اب کتاب کے آخر میں دیوبندی اور اہلحدیث مکتبہ فکر کے کارناموں کو آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے جو کہ ثبوت کے ساتھ ہیں باقاعدہ سرِ عام اور اخبارات کی بھی خبر بنتے ہیں عوام فیصلہ کریں کہ اہلسنت کے کاموں پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگانے والے اپنے ہی گھروں کو آگ لگا چکے ہیں بے چارے اُمّتِ مسلمہ کو مشرک و بدعتی کہتے کہتے خود ہی اس آگ میں جل گئے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو بالخصوص عقیدے و ایمان کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فقط والسّلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی